© rasailojaraid.com

ڈاکٹر حافظ صفوان محمد چوہان

مکاتیب: سید محمد ابوالخیر کشفی بنام حافظ صفوان محمد چوہان

ماہرِ لسانیات اور نقاد پروفیسر ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی (پ: ۱۹/ فروری ۱۹۳۲ء [کانپور]، م: ۱۵/ مئی ۲۰۰۸ء [کراچی]) اردو کی اہم تہذیبی شخصیتوں میں سے ایک تھے اور راقم السطور کو ایک بار اُن سے براہِ راست نیاز حاصل کرنے کی سعادت بھی حاصل ہے۔ اُن کی علمی جہات متنوع ہیں اور ابھی تک اُنھیں کسی ایک معروف ادبی خانے میں رکھے جانے کا کام تشنۂ تکمیل ہے۔ اُن کے زیرِ نظر خطوط کی اہمیت دو چند ہے: اوّل یہ کہ اِن میں اُن کے وہ خیالات جمع ہیں جو ایک فعال ادبی زندگی گزارنے کے بعد اُن کے ''حتمی نظریہ'' کہلائے جاسکتے ہیں خصوصًا اردو زبان و اِملاء اور اردو تنقید کے رویوں کے بارے میں، اور ثانیًا یہ کہ اِن خطوط کی شکل میں اُن کے بالکل آخری دور کا اِملاء محفوظ ہوگیا ہے (اگرچہ کچھ خطوط ایسے بھی ہیں جو اپنی پیرانہ سالی کے باعث اُنھوں نے اِملاء کرائے ہیں)۔ اِن خطوط کو اردو لفظ نگاری کے مرحلے سے گزارتے وقت اُن کے اور اُن کے کاتبین (ڈاکٹر سید عزیز الرحمن اور جنابِ داؤد عثمانی) کے سوادِ تحریر کی پابندی کی امکان بھر کوشش کی گئی ہے۔ حواشی میں انسائیکلوپیڈیائی نوعیت کی معلومات جمع کرنے کی بجائے میں نے کوشش کی ہے کہ ڈاکٹر کشفی کے وہ خیالات سامنے لائے جائیں جن پر خطوط میں اشارے موجود ہیں یا جن سے متعلق فون پر گفتگو ہوتی رہتی تھی۔ (ص م)

(۱)

سید ابوالخیر کشفی

بنگلہ نمبر C،

ڈی سی سینٹرل ہاؤسنگ کمپلیکس

بفر زون، کراچی۔

فون نمبر: ۶۹۷۹۱۰۹

عزیزم! سلامِ مسنون، دعائے خیر و برکت

تاریخ یاد نہیں کہ کون سی ہے۔ غالبًا ۲۲ یا ۲۳ جون [۲۰۰۵ء] ہے۔

نہ ہے زماں نہ مکاں، لا الہ الا اللہ

میں نے جن کتابوں بلکہ کتابچوں کے بھیجنے کا وعدہ کیا تھا وہ تاخیر کے ساتھ اب بھیج رہا ہوں۔ میرے ایک شاگرد داؤد عثمانی صاحب یہ سارے کام ازراہِ لطف کرتے ہیں۔ آج وہ ہفتے بھر کی تاخیر کے ساتھ آئے ہیں۔ اب اُن کے حوالے کر رہا ہوں۔

میں [نے] احمد زین الدین صاحب سے کہا تھا کہ ''روشنائی'' کا تازہ شمارہ آپ کو بھیج دیں۔ کیا ہوا؟ معلوم نہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اللہ آپ سے راضی رکھے [رہے] اور آپ کو اپنے سے راضی رکھے۔ یہ معاملے ہیں نازک۔
تفصیل پھر سہی۔

دعا گو

سید محمد ابوالخیر کشفی

جناب حافظ صفوان محمد چوہان
سینئر لکچرر، کمپیوٹر اینڈ ڈیٹا سروسز
ٹیلی کمونی کیشن اسٹاف کالج، ہری پور

(۲)

۵/جولائی ۲۰۰۵ء

عزیز مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے دو خط ملے۔ ۲۳/ جون اور ۲/ جولائی کے خط۔ اِن کے جواب تفصیل چاہتے تھے، اور آج عزیزی عزیز الرحمٰن آئے۔ اِنہیں میرا علمی دست و باز و سمجھئے۔ میری کتنی ہی تحریریں میری زبان سے نکل کر اِن کے قلم سے لکھی گئیں، لیکن خط کے سلسلے میں یہ پہلا موقع ہے۔ ''نعت اور تنقیدِ نعت'' کے بارے میں آپ نے جو کچھ لکھا ہے، اُس سے اِس بڑھاپے میں یہ تسکین ہوئی کہ میری تحریریں رائگاں نہیں گئیں، اِن کو سمجھنے والے اور اِن کو تاریخی تناظر میں دیکھنے والے موجود ہیں، خواہ تعداد میں کم ہی سہی۔ اِنعت سے میرا رشتہ میرے والد مرحوم حضرت ثاقب کانپوری اور میرے استاد مرحوم محمد سعید خاں رزمی نے قائم فرمایا۔ پھر خواب گاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل زیارتوں نے اِس رشتے کو میرے وجود کا حصہ بنا دیا۔ سلیم کوثر کے الفاظ میں ؎

میں نے اسمِ محمد کو لکھا بہت اور سوچا بہت

اِن شاء اللہ ۱۰-۱۲ جولائی کو حرمین شریفین کی زیارت کے لئے جاؤں گا، اور اِن شاء اللہ آپ بھی دعاؤں میں یاد رہیں گے۔

''آدمی اور کتاب'' کے سلسلے میں آپ نے صحیح لکھا کہ طویل مدت پر پھیلے ہوئے اِن مضامین کے ساتھ سالِ تحریر بھی درج ہوتا تو مناسب تھا، لیکن بوجوہ یہ بات ممکن نہیں تھی، کیونکہ یہ مضامین داؤد عثمانی صاحب نے یکجا کئے، اور بعض مضامین اپنی تحریر کے برسوں بعد اشاعت پذیر ہوئے۔

''مسلمان کی زندگی کیا ہے'' اگرچہ کتابچہ ہے، مگر مجھے بہت عزیز ہے، کیونکہ اِس کا بیشتر حصہ مسجدِ نبوی میں لکھا گیا اور وہ بھی روضۂ مبارک کے قریب۔

آپ نے اپنی بیماری کا اور اُس دعا کا ذکر کیا جو میں نے آپ کو ٹیلی فون پر بتائی تھی۔ آپ کی شفایابی کا تعلق مجھ سے نہیں، بلکہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظِ حیات آفریں سے ہے۔ بات یہ ہے کہ اگر ریسور اچھا ہو تو زمین کی بات آسمان تک اور صاحبِ لامکاں تک پہنچ جاتی ہے۔

صفوان میاں! آپ انکل کا لفظ بالالتزام استعمال کرتے ہیں اور دوسری طرف انگریزی اصطلاحات سے پرہیز

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرتے ہیں، یہ احتیاط مبارک ہو۔ اور کیا ہی اچھا ہو کہ "محترم المقام انکل" کی جگہ "عمِ محترم" کے الفاظ لے لیں۔ یوں کم سے کم ہمارے رشتوں کے درمیان فرنگی زبان حائل نہیں ہوگی۔[۲]

اب میں آپ کے دوسرے خط کی طرف آتا ہوں۔ یہ سوئے ادب نہیں کہ آپ نے ایک خط کے بعد دوسرا خط لکھا، بلکہ میری کوتاہی ہے کہ میں آپ کو جلد تر جواب نہ دے سکا۔ آپ کے والدِ مرحوم کا ذکر بے اختیارانہ طور پر میری زبان پر آ گیا۔ اور یہ بات صدیوں کی دانائی پر محیط ہے کہ الولد سرٌّ لابیہ۔ اب جینیات کے دور میں لوگ خون کی اہمیت کو ماننے لگے ہیں۔ آپ کے والد اِن شاء اللہ آپ کے اعمال میں زندہ رہیں گے۔ اپنی کوتاہیوں کا اعتراف اسلامی شعار سہی لیکن اپنے آپ کو مجسم گناہ قرار دینا مستحسن بات نہیں۔ اللہ کا شکر ادا کیجئے کہ اُس نے خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات و سیرت سے ہمیں آگاہی کی توفیق بخشی۔ دعا کیا کیجئے: اللّٰھم اجعل لی [کذا] فی عینی صغیراً وفی اعین الناس کبیراً۔

آپ نے میرے مستجاب الدعوات ہونے کا ذکر چھیڑ دیا۔ حضرت فاروقِ اعظمؓ جیسا انسان یہ فرمایا کرتا تھا کہ اگر کسی بات کے لئے بہت سے لوگ دعا کر رہے ہوں اور وہ دعا قبول ہو جائے تو میں سمجھوں گا کہ اِس دعا کی قبولیت میں سب سے آخر میں میرا ہی نام ہوگا۔ اور دعا کے سلسلے میں اُس سنت کو یاد کیجئے کہ جب عمر فاروقؓ عمرے کو جانے لگے تو سیدنا وحبیبنا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یااخی لاتنسنی فی دعائک (اے میرے بھیا مجھے اپنی دعاؤں میں بھولنا نہیں)۔ یہ وہ انسان فرمارہا ہے جس کی شفاعت کی امید ہمارے لئے سرمایۂ نجات ہے۔ یوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سبق دیا ہے کہ ایک دوسرے کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھا کرو۔ میں آپ کو اپنی دعاؤں میں خاص طور پر یاد رکھتا ہوں۔

میں احمد زین الدین صاحب کو آج یا کل پھر یاد دلاؤں گا کہ "روشنائی" کے لئے آپ کی طرف سے سالانہ چندہ میں نے ادا کر دیا ہے۔ آپ بھی کوشش کیجئے کہ اگر آپ کے علاقے میں "روشنائی" کے کچھ خریدار بن سکیں۔ شاید آپ نے السیرہ عالمی نہ دیکھا ہو۔ آپ کے پڑھنے کی چیز ہے، اور میری معلومات کی حد تک یہ سیرت پر نکلنے والا واحد جریدہ ہے۔ میں ہدیتاً اِس کا نکلنے والا تازہ شمارہ بھجوا رہا ہوں۔ اگر پسند آئے تو ادارے سے رابطہ کرکے گزشتہ شمارے خریدنے کی کوشش کیجئے۔[۳] اللہ آپ کے ایمان، زندگی اور صحت میں اضافہ فرمائے۔

دعاؤں کے ساتھ

دعا گو

سید محمد ابوالخیر کشفی

(۳)

Omer Homes
Flat#2, Plot 11C
Ittehad Lane 7, DHA Phase 6
Karachi

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲/اکتوبر ۰۵ء

عزیزم سلمک اللہ تعالےٰ! دعائے خیر و برکت، سلام مسنون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ کو میرا مضمون [۴] مل گیا ہوگا۔ داؤد سلمہ نے پرسوں ڈاک کے حوالے کر دیا تھا۔ میں نے دیکھا بھی نہیں۔ اِس مضمون کو آپ اپنے لفظ نگار کے مرحلے سے گزار کر "قومی زبان" یا "الزبیر" کو بھیج دیں۔

آپ سے فون پر کئی بار گفتگو ہو چکی ہے مگر ۱۱/ اگست ۰۵ء کے خط کا جواب میرے ذمہ پر تھا اور اب اِس کی ادائی (ادائیگی) ہو رہی ہے۔ میں زبان کو نہ طبقۂ خواص کی کنیز سمجھتا ہوں اور نہ منطق و قواعد کا غلام، اِسی لئے ادائیگی کو درست جانتا ہوں۔۵

عمرے کی مبارک باد کا شکریہ مگر رمضان کریم کی آمد آمد ہے۔ دوستوں کے قافلے عازمِ ارضِ حرمین ہیں اور ہم ہیں کہ رشک کے مارے مرے جا رہے ہیں۔ اللہ سب کو مبارک کرے اور قبول کرے۔ دیکھیں ہماری باری کب آتی ہے۔

ماہرِ خمریات ریاض خیر آبادی کا شعر یاد آتا ہے:

کعبہ سنتے ہیں کہ گھر ہے بڑے داتا کا ریاض
زندگی ہے تو فقیروں کا بھی پھیرا ہوگا

یہی پھیرے، اِن کی یاد اور اِن کا انتظار ہماری زندگی ہے۔

ہم اِس پیرانہ سالی میں بھی حرمین کے سفر کے لئے جوانی کا جذبہ اور ہمت رکھتے ہیں۔ یہ میرے رب کا کرم ہے کہ سالہا سال سے ہر سال ہمیں بلا رہا ہے۔ شہِ لولاکؐ سے امیدِ کرم ہماری زندگی کی اساس ہے۔ آپ ہر قدم پر یاد رہے اور کبھی کبھی تو ہم راہی کا گمان بھی گزرا۔ ایسے مواقع پر گمان کے معنی بدل جاتے ہیں اور گمان، یقین کا ہم ردیف بن جاتا ہے۔ اللہ آپ کے گمان کو، میرے بارے میں، رنگِ یقین عطا فرمائے۔ کہاں ہم اور کہاں صاحبین کی گفتگو اپنے صاحب سے، مگر

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

میرے سفرِ ارضِ حجاز کو آپ نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے سفرِ جہاد سے نسبت دی ہے۔ کاش یہ بات آپ کی زبانِ قلم تک اللہ تعالیٰ کے اشارے سے آئی ہو۔ ہم تو اُنہیں بزرگوں کے قدموں کے نشان ہیں۔ اللہ اِس نسبت کو قائم رکھے۔ ہماری تسلی کے لئے مولائے کریم کس طرح ہمارے عزیزوں کو پیرایۂ کلام عطا کرتا ہے۔۶

بیوی بچوں تک میری دعا اور پیار پہنچا دیجئے۔

دعاؤں کے ساتھ
آپ کا عمو جان

(۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کراچی
۱۵؍رمضان المبارک ۱۴۲۶ھ
م ۱۲؍اکتوبر ۰۵ء

میرے عزیز! سلامِ مسنون
دعائے خیر و برکت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آپ کے ۳/ اکتوبر کے خط کی کاپی کل ۱۹/ اکتوبر کو ملی۔ ے

سرکاری اداروں کی نج کاری اصولی طور پر درست سہی لیکن اِس سے حالات سدھر نہیں سکتے، کیونکہ ہمارا مسئلہ کردار کا بحران ہے۔ آدمی کی نیت ہی اگر درست نہیں تو اچھے نتائج کیونکر مرتب ہو سکتے ہیں۔ اور قومی مصلحتوں کا تقاضا ہے کہ بعض شعبے نجی دائرے میں نہ آئیں جیسے مواصلات، بجلی کی ترسیل کا شعبہ۔ ہمارے اربابِ کار و انصرام کی نیت درست نہیں ہے۔ انہیں اربابِ اختیار ۸ کہنا درست نہیں کیونکہ وہ دوسروں کی چشم و ابرو کے اشاروں پر چلتے ہیں۔ اور صاحب اختیار تو وہ ربِ ذوالجلال ہے۔

آپ زیادہ سے زیادہ کلمۂ توحید کا ورد کریں اور درود شریف پڑھیں۔ مجھے اپنی قوم کے اجتماعی لاشعور پر بڑا بھروسا ہے جس کا ایک اظہار اِن لفظوں میں ملتا ہے: ے

ہر مرض کی دوا ہے صلِّ علیٰ محمد

یہ اجتماعی لاشعور تو مریض کو مرض میں بدل سکتا ہے مگر اِس کی تشخیص درست ہے۔ ۹

اِن دنوں بچوں، عزیزوں، دوستوں اور ملک کے لیے دعاؤں کا سلسلہ خود ہی بڑھ گیا ہے۔ حالات ایسے ہی ہیں آدمی چاہے نہ چاہے اُسی ایک در پر آنا پڑتا ہے کہ صاحبِ در کی یہ صدا ازل سے گونج رہی ہے اور ابد تک گونجتی رہے گی کہ: ے

ایں درگۂ ما درگۂ نومیدی نیست

آپ کے سینے میں تو قرآنِ کریم کی امانت ہے۔ قرآن اور مایوسی و نوامیدی ایک سینے میں جمع نہیں ہو سکتے۔

میں نے پروفیسر طاہر فاروقی مرحوم کا واقعہ آپ کو فون پر سنایا تھا۔ اُس وقت مجھے بولنے میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔ شاید میں اپنی بات اچھی طرح ادا نہ کر سکا تھا۔ طاہر فاروقی صاحب ''ڈھاکا یونی ورسٹی'' میں ملازم تھے۔ وہاں کے حالات اُن کے موافق نہیں رہے اور وہ ملازمت چھوڑنا چاہتے تھے۔ مغربی پاکستان میں کئی درخواستیں بھیجیں مگر بے نتیجہ۔ ایک دن اُنھوں نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ اعزا نے کہا کہ یہ کیا حماقت ہے۔ فاروقی صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میرا نام برسرِ روزگار افراد کی فہرست میں لکھا ہے اِسی لئے روزگار کی کوششوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکل رہا ہے۔ اب میں بے روزگار ہوں۔ رحمتِ الٰہی متوجہ ہوگی۔ اور ہوا یوں کہ ایک ہفتے میں پشاور یونی ورسٹی سے ملازمت کا پروانہ آ گیا۔

آپ بے فکر رہیں کہ ہماری فکر کرنے والا بڑا چوکس ہے۔ ہر وقت بیدار۔ ہم سب اُس کی نظروں کے سامنے ہیں۔

آپ کے والد کی کتاب پر میرا تبصرہ ۱۰ مختصر ہے اور اِس کا سبب یہ ہے کہ تبصرہ کتاب سے ہم آہنگ رہے۔ اختصار لفظوں کی قدر شناسی سے پیدا ہوتا ہے۔

آدمی بڑا نادان ہے۔ کبھی میں اپنے خط پر نازاں تھا۔ اب اپنی بدخطی دیکھ کر شرماتا ہوں۔ شوشہ تو چھوڑیئے، خط ایسا ہو گیا ہے کہ الفاظ درست نہیں لکھے جاتے۔

تم میری دعاؤں میں شریک ہو اور گھر والے بھی۔

دعاگو

کشفی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۲۰ر فروری ۰۶ء

عزیزم سلمکم اللہ تعالےٰ! سلامِ مسنون، دعائے خیر و برکت

یہ آپ کے ۲۲ دسمبر ۰۵ء کے خط کا جواب ہے جو رائے ونڈ سے لکھا گیا تھا۔

آپ نے میرے بیٹے کا نام ابو محمد عاقب لکھا تھا۔ بیٹے کا نام ابو احمد عاکف ہے۔ اب وہ NIPA سے کوئٹہ چلے گئے ہیں ایشین بینک کے مشیر کی حیثیت سے۔ اللہ تعالےٰ اُن کو اور ترقی دے اور اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین

اللہ پاک آپ کو اپنے راستے پر چلنے والوں میں شامل کرے، اور آپ کے ہر سفر کو سفرِ ہجرت کی کیفیت عطا کرے۔[۱۰]

سید...... سلمہٗ برابر میری دعاؤں میں شامل ہیں۔ میں اُن کے لئے کوئی دعا اور وظیفہ برابر تلاش کر رہا تھا۔ کل فجر کے وقت اللہ تعالی نے یہ بات ذہن میں ڈالی کہ وہ وہی دعا پڑھتے رہیں جو نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے وقت پڑھی: مخرج صدقٍ اور مدخل صدقٍ والی قرآنی دعا۔ اور یہ بات اپنے ذہن میں ہر دفعہ استوار کر لیں کہ وہ عازمِ مدینۂ منورہ ہیں۔ اللہ پاک بہتر کریں گے۔[۱۱]

''مرد اور چار دیواری''[۱۲] میری عزیزہ کی پہلی کتاب ہے۔ کتاب لکھنے سے پہلے اُنھوں نے مدرسۂ عائشہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور الحمدللہ میں نے بھی ایک ایک سطر محنت سے پڑھی اور درست کی۔ اِس کام میں میری بیگم بھی شریک تھیں۔

آپ کی ترقیٔ درجات، دنیوی ترقی اور رزقِ جلیل کے لئے برابر دعا کرتا ہوں۔ رب العزت قبول فرمائے۔

گھر میں حسبِ مراتب سب کو واجبات۔

دعاؤں کے ساتھ

سید محمد ابوالخیر کشفی

(۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۴ر ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ

م ۳ر مئی ۰۶ء

میاں صفوان! سلامِ مسنون، جیتے رہو، خوش رہو

تمہارا ۲۸ر مارچ ۰۶ کا خط مل گیا کاغذات کے انبار میں، سو تمہیں جواب لکھنے بیٹھ گیا۔

اِن دنوں قرۃ العین حیدر ہر انٹرویو میں تصویر کھینچنے والے سے کہتی ہیں کہ بڑھاپے کی یہ تصویر شائع نہ کرنا۔ کچھ یہی کیفیت خط لکھتے وقت میری ہوتی ہے۔ نہ دائرے میں اپنی گرفت میں ہیں، نہ الفاظ کی نشست۔ کرسی تو دور کی کیفیت ہے۔ کوئی محقق میری تحریر پر میرے املا پر حکم نہ لگانے لگے۔[۱۳]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میاں! تم نے بیک جنبشِ قلم مجھے ''عمو جان'' سے ''دادا جان'' کے منصب پر لا بٹھا دیا۔ میں خوش، میرا خدا خوش۔ یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔ ویسے عمو جان مجھے یوں پسند تھا کہ میں نے اپنے والدِ مرحوم کو عمو جان کہتا تھا اور کہتا ہوں۔

تمہارے پاس تو جمع شدہ ڈاک کے لئے ہفتے میں ایک دن ہوتا ہے۔ اپنا معاملہ یہ ہے کہ اگر کوئی ڈاک خانے جانے والا نہ ملے تو لکھا ہوا خط گم ہو جاتا ہے۔

اللہ کی کارفرمائی اور کارسازی پر نظر رکھو۔ وہ مہربان تو جہاں مہربان۔ جو تمہاری جڑ کاٹ رہے تھے وہ تمہیں اپنی آب یاری میں مصروف نظر آئیں گے۔

۵ مئی

''مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' سے بہت پہلے میری کتاب ''حیاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قرآنِ حکیم کے آئینہ میں'' (یہی املا تھا) شائع ہوئی تھی۔ یہ ۱۹۹۱ء کی بات ہے۔ تین کتابوں کے سلسلے کا منصوبہ ذہن میں تھا۔ حیاتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اخلاقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اور مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ہر کتاب کے نام میں ''قرآنِ حکیم کے آئینے میں'' شامل تھا۔ اخلاقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرا حصہ ہونا تھا مگر مدتوں سوچتا رہا اور نہ لکھ سکا۔ بیوی نے کہا کہ پہلے اخلاقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپناؤ، اِس کے بغیر یہ حصہ نہیں لکھا جا سکے گا۔ سو میں نے ''مقام'' کے لکھنے کی طرف توجہ دی۔ مدت سے میری عادت ہے کہ جب قرآنِ حکیم کا ورد شروع کرتا ہوں تو کسی ایک موضوع کو چن لیتا ہوں اور مطالعۂ قرآنِ عظیم کے دوران اُس پر سوچتا رہتا ہوں۔ یوں اللہ جل جلالہٗ منزل کو آسان بنا دیتے ہیں۔

الحمدللہ اب اخلاقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لکھنے کا آغاز کر دیا ہے اور پہلی قسط ''السیرۃ العالمی'' میں شائع ہو چکی ہے۔ اگر رسالہ آپ کے پاس نہ ہو تو اِن شاء اللہ بھجوا دوں گا۔[۱۴] اب تک کوئی نوے صفحات ہو چکے ہیں۔ دعا کیجئے کہ اللہ پاک اِس کام کو مکمل کرا دے۔ اِس جلد کی ترتیب بھی توفیق ہے۔ میں نے سوچا تھا کہ فلسفۂ اخلاق پر گفتگو شامل کروں گا، مگر الحمدللہ غیر از قرآن کچھ بھی نہیں ہے۔ خُلقِ عظیم کا ذکر اور کیسے ہو سکتا ہے۔

میاں صفوان! اِس خط کے دو صفحات کہیں گم ہو گئے ہیں۔ یہ ادھورا خط بھیج رہا ہوں کہ یہ صفحے بھی گم نہ ہو جائیں۔[۱۵]

کشفی

حواشی:

۱۔ کشفی صاحب سے میرا رابطہ بالکل نہ تھا۔ بلکہ میں تو اپنی کم سوادی کے باعث اُنھیں جانتا تک نہ تھا۔ یہ تو یوں ہوا کہ مرحوم مشفق خواجہ صاحب پر میرا مضمون The Passing of the Old Guard اردو اکادمی بہاول پور کے ترجمان سہ ماہی الزبیر کے شمارہ-۱، ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا تو اِس کے کچھ دن بعد کشفی صاحب کی جانب سے کچھ کتابیں موصول ہوئیں جن میں سے ایک پر ''مشفق خواجہ پر آپ کے مضمون کی پسندیدگی کی سند کے طور پر'' لکھا تھا۔ یہ میرے لیے یقیناً ایک بڑا اعزاز تھا۔ میں نے اُنھیں فون کیا اور شکریہ ادا کیا۔ پھر اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضمن میں خط بھی لکھا۔ گاہ گاہ اُن سے فون پر بات ہوتی رہتی تھی اور اُنھوں نے اپنی کچھ اور کتابیں بھیجنے کو بھی ارشاد فرمایا۔ بلکہ ایک موقع پر تو اپنی لائبریری بھی مجھے دینے کی وصیت کا اظہار فرمایا۔ گو یہ کام نہ ہو سکا لیکن کمالِ شفقت سے بیسیوں کتابیں مجھے موقع بموقع ارسال فرمائیں۔ یہ اِنھی میں سے کسی کتابوں کا ذکر ہو رہا ہے۔

۲۔ میں نے اپنے خط میں کشفی صاحب کی کتابوں پر چند تاثراتی جملے لکھے تھے جو اُنھیں پسند آئے۔

۳۔ ''السیرۃ العالمیہ'' برادرم ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن صاحب کے زیرِ ادارت شائع ہونے والا بے مثال جریدہ ہے۔ اِس میں لکھنے کے لیے استدعا کا ایک گشتی مراسلہ میرے والد مرحوم عابد صدیق صاحب کے کاغذات میں سے ملا ہے۔ خرابیِ صحت (جو وفات پر منتج ہوئی) اور اُن دنوں میں گھر کی مرمت کا لمبا چوڑا کام شروع ہونے کی وجہ سے وہ خود تو قلمی تعاون نہ فرما سکے البتہ اُن کی توجہ دلائی پر پروفیسر ظفر احمد صاحب نے ''سیرتِ نبوی کا توقیتی مطالعہ'' کے نام سے قسط وار مضمون لکھنا شروع کیا جو اب تک چل رہا ہے۔ ''السیرۃ العالمیہ'' کے ابتدائی شمارے والد صاحب کے ذخیرۂ کتب میں موجود تھے اور بقیہ میرے پاس پہلے ہی سے تھے۔

۴۔ میرے والد مرحوم عابد صدیق صاحب کے تنقیدی مضامین کے مجموعے ''تحسینیات'' (پہلا ایڈیشن: فروری ۲۰۰۵ء) پر کشفی صاحب کا تبصرہ جو اوّلاً انجمنِ ترقیِ اردو کے ترجمان ماہ نامہ ''قومی زبان'' کے شمارہ جولائی ۲۰۰۶ء میں شائع ہوا اور بعد ازاں الزبیر کے ''گوشۂ عابد صدیق'' (شمارہ-۱، ۲۰۱۰ء) میں۔ کشفی صاحب نے اِس کتاب سے متعلق بات کرتے ہوئے فرمایا کہ اِن مضامین کی ایک بڑی خوبی اِن کا اختصار ہے۔ عابد صاحب نے جو کچھ کہنا ہوتا ہے اُسے مختصر الفاظ میں انتہائی وضاحت کے ساتھ کہہ جاتے ہیں۔ اُن کے بیشتر جملے ایسے ہیں کہ ہر ایک کو پھیلا کر پیراگراف بنایا جا سکتا ہے۔ وہ اپنے کسی خیال کو دوہراتے نہیں اور صرف وہی بات لکھتے ہیں جسے کہے جانے کی ضرورت ہو۔ وہ فارمولہ تنقید نہیں کرتے۔

۵۔ اُن دنوں میں عربی الفاظ کو فارسی یا ہندی کے ساتھ مخلوط نہ کرنے کے جنون میں ''ادائیگی'' کی بجائے ''ادائی'' لکھتا تھا خواہ یہ کتنا ہی اوپرا محسوس ہو۔ کشفی صاحب کا یہ خط اُس دور کی یادگار ہے جب اردو اِملاء کے اصلاح اور معیاریت کے زور میں میں بہت آگے نکل گیا تھا اور ''اردو ادب میں ہمزہ کا مقام'' کے قریب قریب پہنچ گیا تھا۔ یہاں تک ہوا کہ میں نے اپنے والد صاحب کے شعری مجموعے پانی میں ماہتاب، تنقیدی مضامین کے مجموعے ''تحسینیات'' اور ''اردو میں آزاد نظم اور اُس کے مباحث'' وغیرہ کے اِملاء کو بڑی حد تک رشید حسن خاں صاحب کے اِملائی اُعجوبوں کا منڈوا بنا دیا۔ یہ تو اللہ کا کرم ہوا اور جنابِ شان الحق حقی، جنابِ مشتاق احمد خاں یوسفی، ڈاکٹر شمس الرحمٰن فاروقی، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا، ڈاکٹر خورشید رضوی، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اور جنابِ خواجہ غلام ربانی مجال وغیرہم کی رہنمائی، کہ مجھے ہمزہ کے ساتھ سوکنوں والا سلوک کرنے سے آرام آیا۔ [''اردو ادب میں ہمزہ کا مقام'' کی تفصیل بتانا ضروری معلوم ہوتی ہے۔ دروغ برگردنِ راوی، یہ ایک سچا واقعہ ہے اور جو صاحب اِس کے مرکزی کردار ہیں وہ ہمارے قریب ہی کے علاقے کے ہیں۔ جب کوئی ادبی بحث چھڑتی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے تو کئی حضرات و خواتین محض اِس لیے بھی اُس میں کود پڑتے ہیں کہ ادبی تاریخ کے غلط نامے ہی میں نام پا جائیں۔ ہمزہ اِملاء کا مسئلہ ہے نہ کہ ادب کا۔ پرانی بات ہے کہ یہ صاحب اِسے ادب کا مسئلہ کہہ اور لکھ بیٹھے اور اِس پر گفتگو فرماتے رہے۔ جب صورتِ حال کی سنگینی کا احساس ہوا تو تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ مدتوں لوگ اُنھیں چھیڑتے رہے۔ بلکہ یہاں تک ہوا کہ سادہ لوح ناواقفانِ حال کو رات کے آخری پہر میں اُن کے گھر بھیجتے جو گھنٹی بجا کر اُنھیں جگاتے اور کہتے کہ ہم طالب علم ہیں اور فلاں شہر سے آپ کی خدمت میں صرف یہ پوچھنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں کہ اردو ادب میں ہمزہ کا کیا مقام ہے۔ یہ سلسلہ بڑی دیر تک رہا۔]

۶۔ اپنے اِس خط میں میں نے کشفی صاحب کے آخری عمر میں عمرہ کے لیے جانے کے شوق کو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پچانوے سال کی عمر میں جہادِ قسطنطنیہ کے لیے تشریف لے جانے سے یک گونہ تشبیہ دی تھی۔

۷۔ اصل خط شاید ڈاک کی نذر ہو گیا تھا یا کشفی صاحب سے کہیں کھو گیا تھا جس کی نقل یعنی نیا پرنٹ آؤٹ مجھے بھیجنا پڑا۔

۸۔ کشفی صاحب کا اِس ہیچمداں پر احسان تھا کہ اصلاحِ زبان کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے اور دوٹوک الفاظ میں برمحل کرم فرمائی کرتے تھے۔ یہ نمونہ بھی مشتے از خروارے سمجھیے۔

۹۔ لفظِ ''مرض'' کا درست تلفظ مَرَض (فت م ر) ہے لیکن عام طور سے اِسے مَرْض (فت م، سک ر) بولا جاتا ہے۔ کشفی صاحب اِس غلط العام تلفظ کو ''قوم کا اجتماعی لاشعور'' کہہ کر یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ہماری قوم غلط چیز کو قبول کر لیتی ہے۔ یہ وہی بات ہے جسے حقی صاحب نے لکھا ہے کہ لفظ کا چلن اصل پر حاوی ہو جاتا ہے۔ [میں اِس سطر کو کنجلکی کی وجہ سے سمجھ نہ سکا تھا، خصوصاً اعراب کو۔ ماہ نامہ ''الشریعۃ'' کے مدیر برادرم مولانا محمد عمار خاں ناصر صاحب نے دستگیری فرمائی۔ میں اُن کا شکر گزار ہوں۔]

۱۰۔ میں اُن دنوں اللہ کے راستے میں وقت لگانے کے لیے نکلا ہوا تھا۔

۱۱۔ یہاں ایک صاحب کا نام دفعِ شر کے لیے حذف کیا گیا ہے جو ملازمت کے لیے سعودی عرب گئے تھے لیکن باوجود بہت کوشش کے اُنھیں مدینہ شریف یا مکۂ معظمہ میں نوکری نہ مل رہی تھی اور یہ غریب الوطن سعودی عرب میں ہوتے ہوئے بھی حرمین شریفین سے سیکڑوں میل دور پڑے رہے تھے۔ چنانچہ ہر ملنے والے اور اللہ والے سے حرمین میں سے کسی میں نوکری لگنے کی دعا کرایا کرتے تھے۔

۱۲۔ یہ ایک شان دار کتاب ہے۔ عورتوں کے حقوق سے بے پروا مردوں اور خصوصاً علمیت کا دعویٰ کرنے والے جاہلوں کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہیے جو اسلام میں تعلیم کیے گئے ماں کے حقوق کو بہو کے لیے ساس کے حقوق پر منطبق کر کے خدمتِ اسلام کرتے ہیں جس کی وجہ سے برِعظیم پاک و ہند کے علاقوں کا اسلامی سماج ہندوانہ رہن سہن کا بغل بچہ معلوم ہوتا ہے۔

۱۳۔ کشفی صاحب اردو کے نادان دوستوں اور اردو اِملاء کی بھد اڑانے والوں سے بہت خائف تھے۔ تلفظ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معاملے میں بھی وہ روایت شکنی کی حد تک وسیع المشرب تھے۔ ایک بار میں نے عرض کیا کہ جنابِ شان الحق حقی نے دہلی کی ہر بوڑھی عورت کے تلفظ اور محاورے کو فصاحت کی سند دینے کی بجائے صرف قیصری بیگم کو فصیح مانا ہے اور اُن کے نزدیک زبان کی فصاحت کے لیے عورت کی صرف عمر رسیدگی کوئی معیار نہیں۔ کشفی صاحب نے حقی صاحب کی بات کو صاد فرماتے ہوئے کہا کہ میرے والد حضرت ثاقب کانپوری پڑھے لکھے آدمی تھے اِس لیے میں اُن کے تلفظ کو ضرور سند مانتا ہوں اور میں بھی کسی تلفظ کو صرف اِس لیے فصیح نہیں مانتا کہ میں نے اپنی والدہ یا کسی اور بوڑھی عورت کو یوں بولتے سنا ہے۔ میری والدہ عام تعلیمی استعداد کی خاتون تھیں اِس لیے اُن کا تلفظ اور محاورہ سند نہیں ہوسکتا۔ اِسی طرح ایک بار میں نے عرض کیا کہ ''گلی ڈنڈا'' کا تلفظ ڈنکن فوربس اور بعد ازاں پلیٹس نے گ کے زیر اور پیش دونوں کے ساتھ دیا ہے جب کہ اب یہ صرف گ پر پیش کے ساتھ سننے میں آتا ہے۔ آج اگر کوئی اِسے گ کے زیر کے ساتھ فصیح کہے تو کیسا ہے؟ فرمانے لگے کہ اِسی بے جا اکڑ پن نے لوگوں کو زبان ہی سے متنفر کر دیا ہے۔ جب دونوں تلفظ پلیٹس جیسے لغت میں موجود ہیں تو دونوں صحیح اور فصیح ہیں۔

۱۴۔ رک: حاشیہ نمبر ۳۔ ''السیرۃ العالمیہ'' کا یہ شمارہ میرے پاس اُس وقت تک نہیں پہنچا تھا جب کہ کشفی صاحب کو مقالہ نگار ہونے کی وجہ سے نیز برادرم ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن صاحب کی خصوصی عنایت سے پہلے ہی مل چکا تھا۔

۱۵۔ یہ صفحات کشفی صاحب کو مل تو گئے تھے لیکن ابھی ارسال کرنے کی سبیل نہ بنی تھی کہ اُنھیں بلاوا آ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

© rasailojaraid.com